ریحان اختر *

خودساختہ امن کا محافظ ہی-اصل دہشت گرد

آج کا دور بین الاقوامیت، حقوق انسانی، امن وآشتی اور مساوات ورواداری کے جھوٹے پروپیگنڈے کا دور ہے، پوری دنیا میں امن وشانتی اور تحفظ حقوق کا واویلا مچا ہوا ہے۔اور بدامنی ودہشت گردی کے خاتمے کے لیے طرح طرح قوانین کو نافذ کیا جارہا ہے۔دور جدید میں دو طاقتیں یعنی ''یہودیت اور عیسائیت'' اقوام عالم کو عام طور پر اور اہل اسلام کو خاص طور پر مغلوب اور زیرنگیں کرنے کے لیے دور جدید کے تمام بین الاقوامی ذرائع ووسائل پر اپنا کنٹرول کر کے مسلمان اور اسلام کے خلاف صدیوں سے ان کو استعمال کرتی چلی آرہی ہیں۔شرافت واخلاق، انسانیت نوازی انسان پروری، حقوق آزادی مساوات رواداری اور مذہب وعقیدہ کے تمام قوانین وضوابط سے بے پرواہ ہو کر اہل اسلام کے خلاف کمر بستہ ہوگئے ہیں۔تمام دلدوز وہیبت ناک طریقے کو بروئے کار لا کر اپنی فرعونیت کا علم بلند کرنے کے لیے انسانیت کو تہہ تیغ کر رہی ہیں۔اسی پر بس نہیں بلکہ دین اسلام کے ماننے والوں کی صاف وشفاف شبیہ کو پرگندہ کرنے کے لیے تمام علم وخبر کے بین الاقوامی ذرائع یعنی میڈیا خواہ وہ پرنٹ ہو یا الیکٹرانک میڈیا۔ٹی وی چینلز ہوں یا کہ انٹرنیٹ ہو ان تمام ذرائع ترسیل کو اسلام کے خلاف بڑی بے باکی سے استعمال کرتے ہیں۔اسلام کے خلاف افواہیں پھیلانا اور ان ماننے والوں کو فتنہ وفساد بدامنی کا خوگر اور دہشت گرد کہنا یہ مغرب کے شیوہ بن چکا ہے۔

عصر حاضر میں مغرب اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے تمام ممالک صرف ایک ہی راگ الاپتے ہیں اور مغرب کی گندی سر سے سر ملاتے ہیں کہ مسلمان کائنات انسانی کے لیے روز بروز ایک بہت بڑا خطرہ بنتا چلا جارہا ہے۔ صفحہ ہستی سے اس کو مٹانا اپنا نصب العین ہونا چاہیے۔اسلام ایک شدت پسند مذہب وعقیدہ ہے۔اس مذہب کے ماننے والے فرد وجماعت، اور ملک وقوم میں دہشت گردی وشدت پسندی کو پھیلاتے ہیں۔اور ان کی مقدس کتاب قرآن کریم میں غیر اقوام وملک کو قتل وغلام بنانے کے بھرپور تعلیمات موجود ہیں۔اس کتاب کے اندر ظلم وتشدد بھڑکانے جبر وقہر ڈھانے والے ضابطہ بھرے پڑے ہیں۔اور نہ ہی اسلام کے اندر اخوت وبھائی چارگی حقوق انسانی، آزادی فکر، مذہبی آزادی، حریت وآزادی مساوات، رواداری اور عدل وانصاف کا کوئی تصور موجود ہے۔اور نہ ہی اسلام کے پاس

* ریسرچ اسکالر شعبۂ سنی دینیات - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

جدید دنیا سے ہم آہنگ کوئی ضابطہ زندگی اور طرز معاشرت موجود ہے بلکہ یہ ایک سخت گیر، شدت پسند اور دہشت گرد مذہب ہے ___ یورپ نے ایک ایسی اصطلاح کو اسلام کے خلاف اپنے گندے پیٹ سے جنم دیا ہے جس کا نام ''دہشت گردی'' ہے۔ اور یہ لفظ اردو زبان میں ''دہشت گردی'' ہندی زبان میں ''آتنک واد'' اور انگریزی میں ''Terorism'' جو Terors سے بنا ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ جب بھی لفظ یا اصطلاح کا تکرار مسلسل کانوں کی خوراک بن جائے تو وہ لفظ ذہن ودل میں ایک تصویر بنالیتا ہے۔ یہی حال ہم لفظ دہشت گردی، شدت پسندی، انتہا پسندی بنیاد پرستی، کٹر پنتھی کا دیکھ رہے ہیں کہ فرد و جماعت ہو ملک وقوم کے، بچے، جوان، بوڑھے ہوں، تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ، ہر ایک کے دل ودماغ میں یہ تمام الفاظ مسلمانوں کے لیے مخصوص ہو گئے ہیں۔ ان الفاظ کہ مغرب نے بین الاقوامی ذرائع ووسائل کے ذریعہ اتنی زیادہ ترویج واشاعت کی کہ پوری دنیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کا آتش فشاں بن گئی ہے اور لوگ مغرب کے اس جھوٹ کو بھی سچ کی نگاہ دیکھنے لگے ہیں۔ اہل مغرب اسلام کی حق وصداقت پر اس طرح کی نقاب پوشی کرنا چاہتا ہے کہ دنیا اس کے بارے میں سوچنا باعث گناہ سمجھے۔

تمہاری اصطلاح میں ہر وہ شخص دہشتگرد ہے جو ظلم وبربریت کے خلاف برسرپیکار ہو۔ ظالموں۔ غاصبوں کے ظالمانہ وجابرانہ اقدام کی محض مزاحمت ومخالفت کرتے اور وہ اپنے جائز حقوق وتحفظ کی بازیابی کے لیے اگر سرگرم عمل ہے۔ تو اس کو تم دہشت گردوں وتخریب کاروں کے زمرے میں داخل کردیتے ہو۔ اس کے بالمقابل تم اپنی طاقت وقوت واقتدار اور سپر پاور ہونے کی نشہ میں مخمور ہو کر پوری دنیا پر اپنی جبروتیت وقہریت کو برپا کرنا چاہتے ہو۔ اور سبز وشاداب ممالک کو کھنڈر وچٹیل میدان بنانے کا خواب دیکھ رہے ہو۔ تم اپنی طاقت وقوت کا غلط استعمال کر کے دنیا کے امن وامان کو تباہی وبربادی میں تبدیل کردینا، بے قصور معصوم انسانوں کا بیہمانہ قتل کرتے ہو اور منٹوں وسکنڈوں میں ہزاروں لوگوں کو اپنی حیوانیت ودرندگی کا شکار بنالیتے ہو۔ کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے۔ تم اپنے ماضی وحال پر نظر ڈالو کہ کس طرح سے غیر اقوام وملل پر سفاکیت بہیمیت کا ننگا ناچ کیا ہے۔ پھر تمہارا یہ راگ الاپنا بند ہو جائے گا'' کہ دہشت گردی کا خاتمہ ضروری ہے جب کہ اس کے موجد وبانی تم خود ہو۔ دنیا میں وہ تمام خوبصورت اور حقیقت پسندانہ الفاظ امن وآشتی، حقوق، مساوات، رواداری، انسانیت، محافظ، انصاف، عدل تہذیب وتمدن، نجات دہندہ ان تمام الفاظ کو اپنے منہ سے نکال کر ان الفاظ کی قدر وقیمت کم نہ کرو۔ کیونکہ ماضی وحال میں ان لفظوں پر تم نے چھینٹیں ماردی ہیں ان الفاظ کی روحانیت کو تمہاری سفاکیت وبہیمیت نے چوس لیا ہے۔ حیوانی وشیطانی کردار کے حامل ہوتے ہوئے تم امن وشانتی کے علمبردار اور انسانی محافظ کیسے ہو سکتے ہو۔ آخر یہ دہشت گردی نہیں ہے یا تم دہشت گرد نہیں ہو۔

ان فرعونی وطاغوتی طاقتوں کو اپنی دہشت گردی نظر نہیں آتی۔ لاکھوں معصوم انسانوں کے خون کو چوس کر افغانستان وعراق اور پاکستان میں اپنی فرعونیت کا قلعہ تعمیر کرنے کے خواب دیکھتے ہو، لیکن تمہارا یہ شیطانی خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ غرور وتکبر کی حد کو پار کر کے نعرہ کبر بلند کرنے لگے ہو کہ'' مجھ سے طاقت ور اس دنیا میں کون ہے''

پوری دنیا میں میری حکمرانی ہوگی ،کائنات کا بچہ بچہ میرا غلام ہوگا ہر شعبہ میں میرا حکم نافذ ہوگا۔اپنی طاقت وقوت اور حکومت واقتدار کی ماتحتی قبول کرنے کیلئے پاور کے بل بوتے پر ۱۹۱۶ء سے لیکر اب تک اربوں معصوم انسانوں کو تہہ تیغ اور جسمانی استحصال کر چکے ہو۔اور دنیا پر جنگ وجدال کے مہیب سائے ،لہو آشام عراق وافغانستان دوسرے ممالک میں بمباری، امن وشانتی کے نام پر ظلم وبربریت ،حقوق ورواداری کی بازیابی کی جگہ جلتی وتڑپتی لاشیں ،تحفظ کی جگہ لٹتی عصمتیں رحم وکرم کی جگہ بے گناہ معصوم انسانوں پر دہشت گردی کا الزام اور مذہبی آزادی ،آزادیٔ رائے کی جگہ اسلام اور اہل اسلام کو نیست ونابود کر دینے کیلئے لامتناہی جدوجہد گویا کہ پوری دنیا میں انسان کو اپنا غلام اور ملکیت سمجھ رکھا اور دنیا میں ظلم وتشدد ،فتنہ وفساد اور بدامنی کی گرم بازاری کرر کھی ہے۔آج تم اپنے آپ کو امن وشانتی ،حقوق انسانی، آزادی حقوق کا سب سے بڑا معلم گردانتے ہو اور انسانیت نوازی وبشر دوستی کا سب سے بڑا آئیڈیل قرار دیتے ہو۔ جب کہ تمہارا ماضی اور حال اب بھی ایک خونی داستان کا گواہ ہے۔تم اپنی طاقت وقوت کے نشہ میں بموں، آتشی میزائیلوں ٹینکوں اور دنیا کے تمام جدید اسلحہ جات سے معصوم انسانوں کو ڈھیر میں تبدیل کر سکتے ہو۔لیکن تاریخ انسانی پر برسنے والی بمباری کے خونی صفحات کو تاریخ سے کیسے مٹا سکتے ہو۔

امریکی تاریخ پر ایک سرسری اور طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے چلیں جس سے ہمیں آج کی انسانیت اور حقوق انسانی کے سب سے بڑے مسیحا کی تاریخ کو سمجھنے کا پورا موقع ملے گا۔انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں تاریخ کو ایسے دلدوز وہیبت ناک مناظر دیکھنے کو ملے جن کی تاریخ کو رقم کرنے میں امریکہ کا اہم کردار رہا ہے۔۱۹۱۶ء میں پہلی جنگ عظیم میں کل ۱۶ اسولہ ممالک نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔صرف ترکی ایسا واحد ملک تھا جس نے اس خونی جنگ سے اپنے آپ کو کنارہ کش رکھا اور اس نے جنگ عظیم کا حلیف بننے سے انکار کردیا۔یہ جنگ سربیا کے ایک قوم پرست اور اسٹریا اور ہنگری کے ولی عہد فرانس فرڈی نینڈ کے قتل سے شروع ہوئی۔۱۹۱۶ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگ عظیم نے ۸۵ لاکھ ۲۸ ہزار ۸۰۰ سے زیادہ انسانی جانوں کو لقمہ تر بنالیا۔۱۹۱۸ء میں یہ جنگ اپنے اختتام پر پہنچی۔۱۹۳۹ء میں شروع ہونے والی دوسری جنگ عظیم میں کل ۲۷ ممالک نے حصہ لیا اور یہ سب کے سب غیر مسلم تھے اور اسی دوران انسانیت سوز سانحہ ہیروشیما بھی دیکھنے میں آیا۔جس میں موجود دور کے حقوق انسانی اور امن وشانتی پھیلانے کے سب سے بڑے مسیحا امریکہ نے ایک ایٹم بم کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو سوختہ کرڈالا۔اور اس ملک کی آب وہوا کو مسموم وپرگندہ بنا ڈالا۔ جہاں کی فضا پر اب بھی موت کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔جہاں ماہرین سائنس جا کر اب بھی تجربہ کرتے ہیں کہ یہ شہر کب اپنی سابقہ حالت پر لوٹ سکے گا۔بات اسی پر ختم نہیں ہوئی بلکہ تین دن کے وقفہ سے ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو ایک اور ایٹم بم جاپان کے شہر ناگاساکی پر گرادیا اور آن کی آن میں ۲۸ ہزار سے زائد انسانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا۔اور دوسری جنگ عظیم میں ۴۹ لاکھ ۴۰ ہزار انسان موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔۱۹۴۵ء میں ہی چین پر ڈھائی سو جنگی طیاروں کی مدد سے دو لاکھ پونڈ بارود برسا کر موت کا رقص عام کیا۔اسی طرح سے وقفہ وقفہ سے مختلف ممالک

امریکی جارحیت و درندگی کا نشانہ بنتے رہے۔ ۱۹۵۰ء میں امریکہ نے کوریا پر چڑھائی کردی ۱۹۵۴ء میں کیوبا میں۔ ۱۹۶۴ء میں امریکہ وویتنام کی جنگ نے ۴۵ ہزار سے زائد لوگوں کو موت کی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اس جنگ کا ایندھن بننے والوں میں بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی جو یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جرم کیا ہے۔ کس جرم کی پاداش میں انہیں موت کی نیند سلایا جارہا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں پیروں اور ۱۹۷۳ء لاوس میں ۱۹۷۵ء میں ویتنام میں ۱۹۸۷ء میں گرینیڈا ۱۹۸۴ء میں لبنان میں ۱۹۸۹ء میں پناما میں ۱۹۹۱ء میں عراق میں ۱۹۹۸ میں سوڈان میں اور ۱۹۹۹ء میں یوگوسلاویہ میں۔ ان تمام خونی جنگوں کے بعد سوچا جانے لگا کہ شاید اب امریکی انسانیت جاگ اٹھی ہو۔ اس کا نعرہ امن حقیقت میں تبدیل ہوجائے اور دنیا امن و شانتی کا گہوارہ بن جائے۔ امن وامان کا بول بالا ہوجائے۔ لیکن ضمیر فروش اور مردہ دل کے جسم میں انسانیت تھی ہی کہاں کہ جاگتی کیونکہ وہ تو خون چوسنے کا عادی ہوگیا تھا۔ بالآخر پھر اس نے ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان وعراق میں اپنی درندگی وسفاکیت اور حیوانیت و بہیمیت کا ایسا ننگا کھیل کھیلا کہ روئے زمین تھرا اٹھی لیکن اس کا ضمیر نہیں جاگا۔

تاریخ گواہ ہے کہ دہشت گرد تم ہونہ کہ مسلمان، دہشت گردی تم پھیلاتے ہو نہ کہ مسلمان، قتل وخون ریزی تمہارا پیشہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا، دنیا کے امن وامان میں بدامنی کی فضا تم بناتے، بدامنی کا ماحول تم سازگار کرتے ہو نہ کہ مسلمان، درندگی وسفاکیت اور بہیمیت وسبعیت کا مظاہرہ تم کرتے ہو نہ کہ مسلمان، حقوق انسانی پر ڈاکہ تم ڈالتے ہو نہ کہ مسلمان، عدل وانصاف کا گلہ تم گھونٹتے ہو نہ کہ مسلمان، مذکورہ ممالک وریاستوں میں معصوموں کے قاتل تم ہو نہ کہ مسلمان، پوری دنیا میں جابرانہ نظام کے قیام کی جدوجہد تم کر رہے ہو نہ کہ مسلمان، تم ایک ایسے نظام کے قائل ہو جس میں کمزور وناتوں لوگوں کی حصہ داری نہ ہو بلکہ طاقت وقوت کی حکمرانی ہو۔

ہم دنیائے انسانی کو اپنی زبان وبیان اور تحریر وقلم کے ذریعہ یہ بتادیں کہ اسلام ایک سراپا دین وسلامتی کا دین ہے۔ بدامنی فتنہ وفساد، خوں ریزی وغارتگری اور دہشت گردی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ مسلمان تو ایک امن پسند اور ہمدرد وخیر خواہ قوم وملت کا نام ہے۔ دین اسلام کی درخشاں تعلیمات نے جس طرح ماضی میں فرد وجماعت اقوام وملل اور ملک وقوم کی ترقی میں تعمیری واصلاحی انقلاب برپا کیا تھا۔ آج کے بدلے ہوئے حالات میں بدامنی وتخریب کاری اور فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنے معاشرے میں بھی دین اسلام کی تعلیمات مفید اور معنی خیز ہوں گی اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی تعمیر نو کے لیے سیکڑوں جماعتوں نے تجربات کی دنیا میں غوطہ لگایا ہے لیکن نتیجہ آپ حضرات کے سامنے ہے۔ اور یہ بات تو مسلم ہے کہ ماضی کی طرح حال میں بھی تعلیمات اسلام کو تجربات کی دنیا میں بروئے کار لاکر ہی امن وآشتی۔ حقوق انسانی مساوات ورواداری اور عدل وانصاف کی پیاسی انسانیت کو سیرابی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور اس دور کے اہم چیلنج کے لیے نسخہ شفا قرار پاسکتا ہے۔ جس کے ذریعہ ایک مرتبہ پھر خرمن انسانیت میں امن وامان صلح وآشتی، عدل وانصاف اور مساوات ورواداری کی بہار آسکتی ہے جب ہی پوری دنیا حقیقی امن وسلامتی اور سعادت وکامرانی سے ہمکنار ہوسکتی ہے۔